پروفیسر ڈاکٹر طاہر حسین: کچھ یادیں

ڈاکٹر سعادت انور صدیقی

صدر خوارزمی سائنس سوسائٹی

saadat@khwarizmi.org

یہ میرے لیے اعزاز کی بات ہے کہ میں پروفیسر ڈاکٹر طاہر حسین کا شاگرد ہوں۔

ڈاکٹر طاہر حسین کا شمار ایسی مایہ ناز ہستیوں میں ہوتا ہے جنہیں اپنی بے پناہ خدمات اور کاوشوں کے مطابق شہرت اور پذیرائی تو نہیں ملی مگر انھوں نے حسنِ تدریس سے دلوں کی ایک فوج ظفر موج کو فتح کیا۔ڈاکٹر صاحب کا شمار طبیعات کے ان اساتذہ میں ہوتا ہے جنہوں نے نوزائیدہ ملک میں سائنس کی ایک ایسی شاخ کی داغ بیل ڈالی جس

پر فکرو عمل کی دوسری کئی اہم شاخوں اور عملی زندگی میں استعمال ہونے والی بے شمار مصنوعات کادارومدار ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر حسین ۱۹۲۵ء میں ہندوستان کے شہر سہارنپور میں پیدا ہوئے میٹرک کاامتحان مظہر السلام ہائی سکول دہلی سے پاس کیا۔اُن دِنوں وہ زینت محل میں مغل شہزادوں کے ہمراہ رہتے رہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے طبیعات میں ایم ایس سی میں اول پوزیشن حاصل کرنے کے بعد برطانیہ میں پی ایچ ڈی کاوظیفہ حاصل کرلیا اورآکسفورڈ یونیورسٹی سے نیوکلیر فزکس میں پی ایچ ڈی کی ڈگری اس اعزاز سے حاصل کی کہ آپ کا تحقیقی کام طبیعات کے بہترین رسائل میں طبع ہُوا۔ علی گڑھ یونیورسٹی میں آپ کے اساتذہ میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع محمد چودھری نمایاں تھے۔طاہر صاحب طبیعات کے میدان میں دلچسپی اور ذوق وشوق پیدا کرنے کاسارا سہرا ڈاکٹر چودھری کے سر جاتا ہے جنہوں نےایک خصوصی لیکچر کے ذریعے طلبا کو گیس میں برقی رو کی ترسیل کا بصری مظاہرہ دیا۔ جِسے دیکھ کر ڈاکٹر طاہر حسین ایسے متاثر ہوے کہ سائنس یاطبیعات کے مضمون کوہی اپنی زندگی کااوڑھنا بچھونالیا۔ یہ واقعہ اِس بات کی دلیل ہے کہ سائنسی علوم کے فروغ کے لیے سائنسی نظریات کو عملی صورت میں پیش کرنے کے لیے عوامی لیکچر، سائنسی میلے اور نمائشیں کس طرح نوجوانون کے ذہنوں

فکری آبیاری کرتی ہیں۔ خوارزمی سائنس سوسائٹی جِسکی بنیاد میں نے ۱۹۹۷ء میں رکھی، ایسے ہی پروگراموں کے ذریعے علوم وفنون کی ترویج اور فروغ میں برسوں سے سرگرمِ عمل ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر حسین سے میرا تعارف ۱۹۶۸ء میں اس وقت ہوا جب میں گورنمنٹ سپیریر سائنس کالج وحدت روڈ لاھور میں بی ایس سی آنرز کا طالب علم تھا۔ سپیریر سائنس کالج کا آغاز ۱۹۶۷ء میں کیا گیا اور مجھے یہ فخر ہے کہ میں اس کے اولین طالب علموں میں شامل تھا۔ پروفیسر اشرف صدیقی صاحب اس کالج کے پہلے پرنسپل متعین ہوئے جن کی قابلیت، خلوص، لگن اور انتھک محنت سے ہم حد درجہ متاثر تھے اور دل میں ان کے لیے اعلیٰ عزت واحترام رکھتے تھے۔ ایک دن ہمیں معلوم ہوا کہ اُن کا تبادلہ ملتان میں ایک دوسرے سائنس کالج میں کر دیا گیا ہے اور ڈاکٹر طاہر حسین کو یہاں پرنسپل مقرر کر دیا گیا ہے۔ ہمیں یہ بات ناگوار گزری اور ہم نے نئے پرنسپل کی تعیناتی کو پروفیسر اشرف صدیقی سے زیادتی اور ناانصافی سمجھ کر نئے پرنسپل کا استقبال کالی پٹیوں سے کیا۔ یہ نئے پرنسپل کے لیے ایک پریشان کُن مرحلہ تھا اور وہ غصے میں آ کر کوئی بھی سلوک روا رکھ سکتے تھے مگر انہوں نے نہایت بُردباری اور حوصلے سے ہمیں بلایا اور اور وضاحت کی کہ وہ ایک سرکاری ملازم ہیں اور یہاں اُن کی تعیناتی ان نئے کالجوں میں بہتری لانے کے لیے کی گئی ہے مزید برآں وہ ایک اُستاد ہیں جو اپنے طلبہ

سے بہت پیار کرتے ہیں اورامید کرتے ہیں کہ ہمیں اُن سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ ڈاکٹر طاہر حسین صاحب کی گُداز بھری شخصیت کی نغمگی نے ہم سب کے دل موہ لیےاور ہم چپ چاپ اپنی کلاسوں میں چلے گئے۔ اس کے بعد کبھی بھی ایسا موقع نہ آیا جب ہم نے اپنے آپ کواُن کے نزدیک نہ پایا ہو۔ یہ اُن کی شخصیت کا سحر تھا کہ ہم ان ہی کے ہو کر رہ گئےاور انھوں نے بحثیت استادہمیں نیوکلر فزکس کا مشکل مضمون نہایت آسان کرکے پڑھایااور نئے قائم شدہ سائنس کالج کی بنیادیں مضبوط کیا۔

دسمبر ۲۰۱۰ء کو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے فزکس ڈیپارٹمنٹ میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی نشست کے زیرِاہتمام پروفیسر طاہر حسین کی یاد میں ایک تعزیتی کانفرس کااہتمام کیا گیا جس میں ان کی شخصیت کے کئی ایسے پہلوؤں سے بھی پردہ اُٹھایا گیا جن سے میں بالکل ناواقف تھا۔ میری نظر میں اُن کی شحصیت کی عمارت کئی گنا بلند ہو گئی۔ پروفیسر غلام مرتضٰے صاحب نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کو موسیقی سے بے پناہ لگائو تھااور خود بھی وہ کئی ساز بجالیتے تھے جس میں ہار مونیم، طبلہ وغیرہ بھی شامل تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی جب شادی ہوئی تو ان کی بیگم نے ان کی پسند کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ایک خوبصورت ہار مونیم تحفے میں دیا جسے وہ بہت عزیز رکھتے تھے۔ اُن کے پاس کلاسیکی موسیقی کاایک وسیع خزانہ

موجود تھااور گورنمنٹ کالج میں نذیر موسیقی کلب کی بیل بھی انہی کے ہاتھوں منڈے چڑھی۔ کالج یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر خادم حسین صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ وہ بہت بیمار ہوگئے تو ڈاکٹر طاہر صاحب نے انہیں اچھی معیاری موسیقی سننے کا مشورہ دیا اور کہا کہ موسیقی سننے سے بہت سکون ملتا ہے۔

پروفیسر طاہر حسین یوں تو تعلیمی شعبہ کے کئی اہم اور اعلیٰ ترین مناصب پر فائز رہے جس میں یونیورسٹی کمیشن کی مشاورت اور پلاننگ کمیشن کی رکنیت شامل ہے مگر وہ ہمیشہ ایک استاد کی حیثیت سے خوش رہے۔ وہ بتاتے تھے کہ گورنمنٹ کالج سے جب انہیں محکمہ تعلیم میں ٹرانسفر کیا گیا اُنکا دل ٹوٹ گیا اور وہ بُری طرح جسمانی اذیت کا شکار ہوئے۔ اس کے باوجود انہوں نے تعلیمی انتظام وانصرام کے شعبے میں طبعیات اور دیگر سائنسی علوم کے نصاب اور طریق تدریس میں انقلابی تبدیلیاں لانے میں اہم کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ ایم ایس سی، بی ایس سی اور سکول کے نصاب میں تبدیلیاں متعارف کیں، نئی کتابیں لکھیں اور لکھوائیں اور ملکی نظامِ تعلیم کو جدید عصری تقاضوں سے ہمکنار کیا۔ اس کوشش میں انہوں نے بہت سے اساتذہ اور اربابِ اختیار کی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا

جن کی فرسودہ کتابیں اُن کی آمد کا ذریعہ تھیں۔ سائنس کالج میں جدید نصاب اور نئے مضامین کا آغاز بھی اس حصے کی ایک نہایت ہی اہم کڑی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر حسین کا تعلق اساتذہ کے ایک ایسے قبیلے سے ہے۔ جو بے پناہ صلاحیتوں، قابلیت، جذبے کی صداقت، خلوص اور لگن کی بدولت اپنے معاشرے میں ایک خوشگوار تبدیلی اور بہتری لانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ بارہا اس خوشی کا اظہار کرتے تھے کہ انہیں سچی خوشی طالب علموں کو پڑھانے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہ انہوں نے بہت کچھ اپنے طالب علموں سے سیکھا ہے۔ میں آج بھی آنکھیں بند کرکے ڈاکٹر صاحب کی دلکش مسکراہٹ محسوس کرسکتا ہوں، کس قدر ملائمت تھی اُن کے لہجے میں ،وہ چلتے تو برق رفتاری سے تھے، مگر جب ملتے تو اُن کے نرم ہاتھوں کا گداز روح کے تاروں کو مترنم کردیتا اور ایسا محسوس ہوتا کہ ڈاکٹر صاحب کی ساری شفقت آپ کے جسم میں منتقل ہو رہی ہے۔ وہ ایک عہد ساز شخصیت تھے جنہوں نے فزکس کی تعلیم میدان میں انقلابی تبدیلیاں برپا کیں اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے لیے ثمر مبارک مند، اشفاق احمد، نور محمد بٹ، اور حمید احمد خان جیسے شاگرد پیدا کیے۔ کسی بھی نوزائیدہ قوم کے لیے ڈاکٹر طاہر حسین جیسے سائنسدان اور اُستاد اس قوم کے لیے ایک اثاثہ ہوتے ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ میں اُن کی تعلیم وتربیت

سے مستفید ہوا اور خوارزمی سائنس سوسائٹی کی علمی وفکری تحریک کی بدولت ان کی کوششوں کو آگے بڑھانے کے قابل ہوا۔ پاکستان کا یہ عظیم محسن، جنہوں نے تعلیمی نصاب کو جدید خطوط پر استوار کیا اور اسے بامقصد اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کیا، ۲ ادسمبر ۲۰۱۰ کو ۸۲ سال کی عمر میں ہم سے جُدا ہو گئے۔ خدائے ذوالجلال سے دُعاگو ہوں کہ انہیں جنت میں کروٹ کروٹ آرام نصیب ہو۔